OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0004 , PP: 01-16

روایت بالمعنی کی حیثیت میں محدثین وفقہاء کرام کا موقف

Stance of Muḥaddithīn and Jurists with respect to narration by meaning

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Dr Muhammad Saffi Ullah Saffi
Senior Arabic Teacher, Education Department, KPK
saffi.2003haqani@gmail.com

Faisal Iqbal
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur,KPK
faisaliqbal829@gmail.com

Abstract

It is obvious to all readers of world history that on one hand Europe divided the Muslim world into parts to dominate over the Muslims and strengthen their political hold and on the other hand, they introduced literature in the form of knowledge and research to induce ambiguity and distrust in their minds about Islāmic teachings so that the Muslims may dishearten from their religious values as the European catholic faced to. To achieve these targets European orientalists presented Islāmic history, defense, and argumentation in a baseless and ambiguous form. The eastern followers follow them blindly in eagerness for modernism. In this business who played a vital role is a prolonged story. In this connection, one convention is meaning dependent about which some people think one cannot say with surety that even appreciable Ḥadīth narrations pertaining to the prophet (SAW) are certain. They think those Ḥadīths which directly pertain to Nabī (SAW) and know to us are mostly narrated not wordily but meaningly. Perhaps we consider the prophet saying may not be real which means that with the passage of time those Ḥadīths may be interrupted to some extent.

***Keywords**: Muḥaddithīn, Jurists, narration by meaning.*

CC BY

تمہید

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے والے احباب سے مخفی نہیں کہ ایک طرف تو مغرب نے مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے اور اپنی سیاسی گرفت مضبوط رکھنے کے لئے عالم اسلام کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کردیا اور دوسری طرف مسلمانوں کے کتاب وسنت پر مبنی علمی ورثہ بدگمان کرنے کے لئے علم و تحقیق کے نام سے ایسا لٹریچر تیار کیا جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے دلوں میں تحقیق کے نام سے شک وارتیاب پیدا کردیا جائے۔اور وہ بھی اپنی مذہبی اقدار سے اسی طرح دست کش ہوجائیں جس یورپ کلیسا اور اپنی مذہبی روایات سے بیزار ہوچکا ہے۔اس مقصد کے لئے یورپ کے مستشرقین نے حدیث وسنت کی تاریخیت، حفاظت اور اس کی حجیت کو نہایت مشکوک، مشتبہ اور کمزور عمارت کی حیثیت سے پیش کیا۔اور مشرقی مقلدین نے تجدد پسندی کے ذوق وشوق میں انہی کی نقالی کی۔اس شغل میں کن حضرات نے کیا کیا کردار ادا کیا اس کی داستان بہت طویل ہے۔ان میں ایک روایت بالمعنی ہے جن کے بارے میں ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب تمام کے تمام کتب حدیث میں مذکور اقوال کو محدثین کی تمام قابل تحسین کوشش کے باوجود پورے یقین کے ساتھ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ یہ آپ ﷺ کے فرمودہ ہیں اور جو اقوال منسوب الی الرسول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں وہ زیادہ تر لفظاً نہیں معناً روایت ہو کر پہنچے ہیں شاید ہم جس کو قول رسول کہتے ہیں وہ قول رسول نہ ہو یعنی اس کا مفہوم معناً روایت ودرایت کے طویل سلسلے سے گزر کر کچھ سے کچھ ہوگیا ہو۔

روایت بالمعنی کی تعریف

روایت بالمعنی سے مراد جب راوی روایت کے الفاظ کی بجائے معانی کو اپنے الفاظ میں ذکر کرے۔

"اذا اراد رواية ما سمعه على معناه دون لفظه"[1]

''جب سنی ہوئی بات کے الفاظ کے بجائے معنی کی روایت کرے تو روایت بالمعنی کہلاتا ہے۔''

احادیث کو بالمعنی روایت کرنے میں علماء سلف کا اختلاف ہے بعض اس کا انکار کرتے ہیں اور بعض جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔

عدم جواز کے قائلین

قدیم اہل علم میں حدیث کو بالمعنی روایت کرنے کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ فقہ، اصول فقہ اور حدیث کے بعض ماہرین جیسے ابن عباسؓ، عائشہ صدیقہؓ اور ابوسعید خدریؓ نے اس طریقے سے منع فرمایا ہے۔جیسے عبداللہؓ نقل کرتے ہیں:

"روي عن عبد الله بن عباس وأبي سعيد الخدري وعائشة، ولم يثبت عنهم"[2]

''عبداللہ بن عباسؓ،ابوسعید خدریؓ اور عائشہؓ ان تمام سے روایت بالمعنی ثابت نہیں۔''

اسی طرح ابن سیرینؒ اور دوسرے حضرات بھی روایت بالمعنی کی نفی کرتے ہیں جیسے تحقیق الرغبۃ میں وارد ہے:

"لا يجوز له الرواية بالمعنى كذلك بل يتعيّن اللفظ، وإليه ذهب ابن سيرين وثعلب وأبو بكر الرازي من الحنفية وروى عن ابن عمر"[3]

''روایت بالمعنی جائز نہیں بلکہ لفظ کی تعین کرے گے حنفیہؒ میں ابن سیرینؒ، ثعلبؒ اور ابوبکر الرازیؒ کا یہی مذہب ہیں۔ابن عمرؓ سے بھی یہی منقول ہے۔''

خطیب بغدادیؒ بھی روایت بالمعنی سے منع کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"لا تجوز الرواية على المعنى بل يجب مثل تأدية اللفظ بعينه من غير تقديم ولا تأخير ولا زيادة ولا حذف"[4]

"روایت بالمعنی جائز نہیں بلکہ بہت ضروری ہے کہ بالفظ روایت ہو جس میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہ ہو اور تقدیم وتاخیر نہ ہو اور زیادتی یا محذوف نہ ہو۔"

نمریؒ لکھتے ہیں:

"فأوجب بعض المحدثين وطائفة من الفقهاء والأصوليين نقل ألفاظ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على وجهها، ولم يجيزوا مخالفتها، ولا تقديم بعض الكلام على بعض"[5]

"بعض محدثین اور جمہور فقہاء اور اصولین رسول اللہ ﷺ کے بعینہ الفاظ کو نقل کرنا کو واجب کہتے ہیں اس کی مخالفت جائز نہیں بعض کلام کو بعض کلام پر مقدم کرنا جائز نہیں۔"

تحریر علوم الحدیث میں عبداللہؒ نقل کرتے ہیں:

"ثبتت الرواية به عن عمربن الخطاب, وابنه عبد الله، ونافع مولى ابن عمر، والقاسم بن محمد، ومحمد بن سيرين، ورجاء بن حيوة ، وأبي معمر الأزدي، وعبد الله بن طاوس، ومالك بن أنس، وعبد الرحمن بن مهدي، وغيرهم"[6]

"اس کے بارے میں عمر بن خطابؓ، عبداللہ بن عمرؓ، نافع، قاسمؒ، ابن سرینؒ، رجاءؒ، ابو معمرؒ، ابن طاوسؒ، مالک بن انسؒ اور عبدالرحمٰنؒ سے روایت ثابت ہیں۔"

یہ حضرات دلیل کے طور پر دو احادیث ذکر کرتے ہیں۔

"وأصله من السنة حديثان صحيحان :الأول:عن عبد الله بن مسعود ، قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : نضر الله امرأً سمع منا حديثاً ، فبلغه كما سمعه ، فرب مبلغ أوعى من سامع"[7]

اس کی اصل دو صحیح احادیث ہیں:

پہلی حدیث: اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی جیسے سنا تھا ویسے ہی ادا کیا بعض دفعہ سامع سے زیادہ حفاظت کرنے ولا وصول کرنے ولا ہوتا ہے۔

"والحديث الثاني : حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوئَکَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَی شِقِّکَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْکَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْکَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْکَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَی مِنْکَ إِلَّا إِلَيْکَ آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ أَسْتَذْکِرُهُنَّ فَقُلْتُ وَبِرَسُولِکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِيِّکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ"[8]

دوسری حدیث: براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ جب تو اپنے بستر پر آئے تو وضو کر لے نماز والا وضو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور کہو

"اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْکَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْکَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْکَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْکَ لَا مَلْجَأَ

وَلَا مَنْجَى مِنْکَ إِلَّا إِلَيْکَ آمَنْتُ بِكِتَابِکَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ"

اے اللہ میں نے اپنا آپ آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے تمام امور آپ کی طرف تفویض کر دیئے اور اپنی پشت آپ کی طرف کر دی۔ (آپ کی ذات پر مکمل بھروسہ کیا رغبت و رہبت میں آپ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں آپ سے بچ کر کہیں جائے امان نہیں جو کتاب آپ نے نازل کی۔ اس پر ایمان لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھ کر اگر تو مر گیا تو فطرت پر مرے گا (اور فطرت اسلام ہے اور ان کلمات کو سونے سے قبل اپنے آخری کلمات بنالے اس کے بعد کوئی اور بات نہ کر) حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں اب اسے یاد کر لیتا ہوں (جب دہرانے لگا) تو میں نے کہ دیا "وَبِرَسُولِکَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔" آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ کہ "ونبیک الذی ارسلت"

معلوم ہوا کہ دعاؤں میں الفاظ مسنونہ کو بدلنا نہیں چاہیے انہیں الفاظ سے دعا کرنی چاہیے جو ماثور و مسنون ہیں۔

صحیح البخاری میں اسماعیلؒ ذکر کرتے ہیں:

"أَلَا لِيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلِّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ"[9]

"خوب سن لو! جو لوگ یہاں حاضر ہیں وہ اس کو دوسروں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں کیونکہ کبھی یہ ہوتا ہے کہ پہنچانے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جس کو پہنچائی جائے۔"

صحیح مسلم میں وارد ہیں:

"عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ"[10]

"ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے کوئی بات نہ لکھو اور جس آدمی نے قرآن مجید کے علاوہ مجھ سے کچھ سن کر لکھا ہے تو وہ اس مٹا دے اور مجھ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرو اس میں کوئی گناہ نہیں اور جس آدمی نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

ڈاکٹر زیاد محمودؒ لکھتے ہیں:

"واعتمادا على هذا الحديث الشريف وأمثاله نص كثير من العلماء على حرمة رواية الحديث بالمعنى لأنه يفوت مقتضى هذا الحديث"[11]

"اس حدیث کا لحاظ رکھتے ہوئے اکثر علماء کرامؒ نے روایت بالمعنیٰ کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اگر روایت بالمعنیٰ کو جائز قرار دیا جائے تو اس کا مقتضیٰ فوت ہو جاتا ہے۔"

رامہرمزیؒ اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

"وروى الرامهرمزي بسنده أن الرسول الله - صلى الله عليه وسلم - قال: حدثوا عني ما تسمعون ولا تقولوا إلا حقا"[12]

"رامہرمزیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جو سنو وہی حدیث بیان کرتے رہو اور حق کے علاوہ کچھ نہ کہا کرو۔"

الجزریؒ لکھتے ہیں:

"فإن أورد الرواية بالمعنى نظر فإن كان ممن لا يعرف معنى الحديث لم يجز لأنه لا يؤمن أن يغير معنى الحديث"[13]

''روایت بالمعنی نقل کرنے میں نظر ہے اگر حدیث کے معنی و مفہوم نہ جانتا ہو تو ناجائز ہے کیونہ حدیث کی معنی تغیر سے نہیں بچ سکتا۔''

"رواية الحديث بالمعنى فإن كان الراوي غير عالم ولا عارف بما يحيل المعنى، فلا خلاف أنه لا تجوز له روايته الحديث بهذه الصفة"[14]

''روایت الحدیث بالمعنی میں اگر راوی عالم نہ ہو یا معنی کے تحویل کا ماہر نہ ہو توان صفات کے ساتھ روایت الحدیث بالمعنی جائز نہیں۔''

"والرواية" للحديث "بالمعنى" أي روايته بمعناه بعبارة من عند الراوي "محرمة على من لا يعلم مدلول الألفاظ ومقاصدها وما يحيل معانيها"[15]

''روایت الحدیث بالمعنی راوی کی عبارت سے ان لوگوں کے لئے ناجائز ہے جو الفاظ کے مقاصد اورمدلات نہ جانتا ہو۔''

کتاب الانور میں لکھا گیا ہے۔

"ضرر الرواية بالمعنى من الناحية اللغوية والبلاغية"[16]

''روایت بالمعنی لغوی اور بلاغت میں ضرر پیدا کرتا ہے۔''

"أن هذا الخلاف في الرواية بالمعنى إنما كان في عصور الرواية قبل تدوين الحديث، أما بعد تدوين الحديث في المصنفات والكتب فقد زال الخلاف ووجب اتباع اللفظ، لزوال الحاجة إلى قبول الرواية على المعنى"[17]

''یہ اختلاف تدوین کے زمانے سے پہلے کا تھا اب یہ اختلاف ختم ہوا اب لفظ کی اتباع ضروری ہے روایت بالمعنی کی ضرروت نہ رہی۔''

جواز کے قائلین

انہی فقہ، اصول فقہ اور حدیث کے قدیم و جدید ماہرین کی اکثریت نے حدیث کے مفہوم کو روایت کرنے کو درست قرار دیا ہے۔ یہی نقطہ نظر ائمہ اربعہ یعنی ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل □ کا ہے۔ ان کی شرط یہ ہے کہ روایت بالمعنی اسی صورت میں جائز ہے اگر روایت کرنے والا حدیث کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ بعض دیگر اہل علم کا یہ نقطہ نظر ہے کہ روایت بالمعنی اسی صورت میں جائز ہے جب راوی حدیث کے الفاظ اور ان کے معانی سے اچھی طرح واقف ہو اور اس کے ساتھ ساتھ لفظ میں معمولی تبدیلیوں سے معانی کے تبدیل ہو جانے کو اچھی طرح جانتا ہو۔

یہ تمام بحث ان احادیث کے بارے میں ہے جنہیں کسی کتاب میں تصنیف نہ کیا گیا ہو۔ جو احادیث کتب حدیث میں درج ہو چکی ہیں انہیں معنوی انداز میں روایت کرنا اب درست نہیں ہے۔ ان احادیث کے الفاظ کو بھی ہم معنی الفاظ سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ روایت بالمعنی کا جواز اسی وجہ سے ہے کہ ایک راوی کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ لفظ بلفظ کسی حدیث کو یاد رکھے۔

یہی وجہ ہے کہ مفہوم کو یاد رکھ کر اسے روایت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر حدیث لکھی جا چکی ہو تو پھر یہ مسئلہ باقی نہیں رہتا اس وجہ سے لکھی ہوئی حدیث کو بالمعنی روایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جیسے تحریر علوم میں وارد ہیں۔

"ثبتت الرواية به عن أكثر الأئمة من السلف، منهم: واثلة بن الأسقع من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، والحسن البصري، وعطاء بن أبي رباح، ومجاهد المكي، وعامر الشعبي، وإبراهيم النخعي، وعمرو بن دينار، والزهري، وجعفر الصادق، والشافعي، وسفيان الثوري ، وحماد بن زيد ، ووكيع بن الجراح ، ويحيى القطان ، وأحمد بن حنبل ، وغيرهم"[18]

"اکثر ائمہ کرام جیسے واثلہؓ، حسن بصریؒ، عطاءؒ، مجاہدؒ، شعبیؒ، نخعیؒ، ابن دینارؒ، جعفرؒ، شافعیؒ، ثوریؒ، ابن زیدؒ، وکیعؒ، یحیؒ اور احمد بن حنبلؒ سے جواز کی روایات ثابت ہیں۔"

تحریر علوم الحدیث میں یحی بن سعیدؒ کی روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عن يحيى بن سعيد القطان، قال : أخاف أن يضيق على الناس تتبع الألفاظ؛لأن القرآن أعظم حرمة ، ووسع أن يقرأ على وجوه إذا كان المعنى واحدا"[19]

"یحی بن سعید القطانؒ سے روایت ہے کہ لوگوں پر الفاظ کو لازم کرنے سے تنگی آ سکتی ہے کیونکہ قرآن سب سے زیادہ اعظم ہے لیکن معنی واحد میں کئی وجوہ سے پڑھنا جائز ہے۔"

"وقال جمهور من السلف والخلف: يجوز رواية الحديث بالمعنى، إذا قطع بأداء معنى اللفظ الذي بلغه.قال ابن كثير: فقد جوز ذلك جمهور الناس سلفًا وخلفًا, وعليه العمل"[20]

"جمہور خلف وسلف فرماتے ہیں کہ روایت الحدث بالمعنی جائز ہے۔ جب معنی اس لفظ کا عین ہو۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جمہور سلف وخلف سے جواز کا فتوی دیا ہے اور اس پر عمل ہے۔"

امام ترمذیؒ کہتے ہیں:

"فأما من أقان الإسناد وحفظه وغيّر اللفظ فإن هذا عندهم واسع إذا لم يغير المعنى"[21]

"جب کسی کو سند، اس کی حفظ اور تغیر اللفظ کی یقین ہو تو یہ ان کے لیے وسعت ہے جب معنی متغیر نہ ہوتا ہو۔"

ابن اثیرؒ لکھتے ہیں:

"إذا حدثناكم بالحديث على معناه فحسبكم"[22]

"جب تم حدیث کے معنی کو بیان کرے تو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔"

طبرانیؒ فرماتے ہیں:

"إذا أصبت المعنى فلا بأس"[23]

"جب معنی درست ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔"

ابن عونؒ لکھتے ہیں:

"كان القاسم بن محمد وابن سيرين ورجاء بن حيوة يحدثون الحديث على حروفه ، وكان الحسن وإبراهيم والشعبي يحدثون بالمعاني"[24]

"قاسم، ابن سیرین، رجاءؒ روایت بالالفاظ سے روایت کرتے اور حسن، ابراہیم شعبیؒ روایت بالمعنی سے روایت کرتے۔"

خطیب بغدادیؒ ذکر کرتے ہیں:

"اتفاق الأمة على أن للعالم بمعنى خبر النبي صلى الله عليه وسلم ، وللسامع بقوله ، أن ينقل معنى خبره بغير لفظه ، وغير اللغة العربية ، وأن الواجب على رسله وسفرائه إلى أهل اللغات المختلفة من العجم وغيرهم"[25]

"امت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کا حدیث کے معنی کا عالم اور اس کے قول کے سننے والے کے لئے حدیث کی معنی بغیر لفظ کے ساتھ اور اعجمی کے لئے نقل کرنا جائز ہے۔اور مختلف لغات میں جائز ہے۔"

توضیح الافکار میں لکھا گیا ہے۔

"واختلفوا في من يعلم ذلك" مدلول الألفاظ وما ذكر معها "هل تجوز له الرواية بالمعنى والأكثر على الجواز لجواز رواية الحديث بالمعجمة للعجم" فإنه جائز بالإتفاق وهو رواية بالمعنى "ولأن الصحابة رووا أحاديث بألفاظ تختلفة في وقائع متحدة"[26]

"جو عالم الفاظ کے مدلولات کو جانتا ہو اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کے لئے روایت بالمعنی جائز ہے۔اکثر جواز کے قائل ہے کیونکہ جب عجم کے لئے روایت بالمعجمہ جائز ہے تو بالاتفاق روایۃ بالمعنی جائز ہے۔کیونکہ صحابہ کرام نے ایک ہی واقع میں مختلف الفاظ کے ساتھ رویات کی ہیں۔"

ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"الإجماع على جواز شرح الشريعة للعجم بلسانهم للعارف به، فإذا جاز الإبدال بلغة أخرى فجوازه باللغة العربية أولى"[27]

"شریعت کی شرح بالاجماع عجم کے لئے اپنی زبان میں جائز ہے جس پر وہ سمجھتا ہو جب دوسری زبان میں ترجمہ کرنا جائز ہے تو عربی زبان میں بطریقہ اولی جائز ہے۔"

"تشهد أحوال الصحابة والسلف على جوازه لأنهم يروون القصة الواحدة بألفاظ مختلفة . وقد استدل بالحديث المتواتر " [28]فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ"[29]

"بہت زیادہ صحابہ کرامؓ اور سلف اس کے جواز پر گواہ ہیں کیونکہ وہ ایک ہی واقعہ کو مختلف الفاظ میں روایت کرتے ہیں اور دلیل کے طور پر حدیث متواتر پیش کرتے ہیں۔پس بہت سے فقہ کے حامل ایسے ہیں جو اس کو زیادہ فقیہ لوگوں تک پہنچادیں گے اور بہت سے فقہی مسائل کے واقف ایسے ہیں جو خود فقیہ نہیں ہیں۔"

شہر زوریؒ لکھتے ہیں:

"ينبغي لمن يروي حديثا بالمعنى أن يراعي جانب الاحتياط وذلك بأن يتبعه بعبارة: "أو كما قال" أو"نحو هذا" وما أشبه ذلك من الألفاظ، فعل ذلك ابن مسعود، وأنس وأبو الدرداء، وغيرهم رضي الله عنهم"[30]

"جو راوی روایت الحدیث بالمعنی روایت کرتے ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اوکماقال یا ں هذا یاوما اشبه جیسے الفاظ عبارت کے پیچھے ذکر کرے یہی طریقہ ابن مسعودؓ، انسؓ اور ابوالدرداءؓ کا تھا۔"

زہریؒ فرماتے ہیں:

"عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه أنه حدث حديثا فقال: "سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم". ثم أرعد وأرعدت ثيابه فقال: "أو شبيه ذا أو نحو ذا"[31]

"ابن مسعودؓ سے ایک حدیث روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا پھر کپڑا ہلایا پھر فرمایا یا اس جیسے الفاظ کہے۔"

"وعن أبي الدرداء أنه كان إذا حدث الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم فرغ منه قال: "اللهم إن لا هكذا فكشكله"

"ابوالدرداءؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ سے کوئی حدیث بیان کرنے فارغ ہو جاتے تو اللهم إن لا هكذا فكشكله کہتے۔"

"وكان أنس إذا فرغ من الحديث قال: "أو كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم[32]"

"انسؓ جب کسی حدیث سے فارغ ہو جاتے تو اوکما قال رسول الله ﷺ کہتے۔"

نورالدین عترؒ فرماتے ہیں:

"هذاماجرى عليه كثير من الرواة من الأخذ برخصة الرواية بالمعنى والعمل بموجبها لئلا يتعطل العمل بجملة كثيرة من الأحاديث"[33]

"اکثر رواۃ نے رویت بالمعنیٰ کو رخصت دی ہےاور عمل اس پر واجب ہے کیونکہ بہت سی احادیث کے جملوں پر عمل معطل ہو جاتا ہے۔"

"إنما يجوز في المفردات دون المركبات"

"مفردات میں جائز ہے مرکبات میں جائز نہیں۔"

ماوردیؒ فرماتے ہیں:

"إن نسي اللفظ جاز لأنه تحمل اللفظ والمعنى وعجز عن أداء أحدهما فيلزمه أداء الآخر، لا سيما أن تركه قد يكون كتماً للأحكام، فإن لم ينسه لم يجز أن يورده بغيره لأن في كلامه صلى الله عليه وسلم من الفصاحة ما ليس في غيره"[34]

"اگر کوئی لفظ بھول جائے تو جائز ہے کیونکہ لفظ کی جگہ معنیٰ متحمل ہو سکتا ہے۔ جب ان میں سے ایک سے عاجز ہو تو دوسرے کو ادا کرنا ضروری ہے۔ خاص کر ترک کرنے سے ایک حکم پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر بھولا ہوا نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی کلام میں جتنا فصاحت ہے وہ کسی اور کے کلام میں نہیں۔"

"عكسه وهو الجواز لمن يحفظ اللفظ ليتمكن من التصرف فيه دون من نسيه."[35]

"جب کوئی لفظ یاد نہ ہو تو اس کا عکس جائز ہے۔ کیونکہ متصرف کی امکان ہوتی ہے جو نسیہ میں نہیں۔"

قاضی عیاضؒ کہتے ہیں:

"ينبغي سد باب الرواية بالمعنى لئلا يتسلط من لا يحسن ممن يظن أنه يحسن كما وقع للرواة كثيراً قديماً وحديثاً. والأولى إيراد الحديث بلفظه دون التصرف فيه، ولا شك في اشتراط أن لا يكون الحديث مما

تعبّد بلفظه"[36]

"روایۃ بالمعنی کے سد باب کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ جس میں گمان ہے اس پر حسن مسلط نہ ہو جائے۔ جیسے بہت سے قدیم اور جدیم روایت من حسن واقع ہوا ہے۔ لفظ کے ساتھ حدیث کی روایت کرنا اس میں تصرف سے افضل ہے۔ اس شرط میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ حدیث متعبد نہیں ہوگا۔"

"وهذا الخلاف إنما يجري في غير المصنفات ولا يجوز تغيير شيء من مصنف وإبداله بلفظ آخر وإن كان بمعناه قطعاً؛ لأن الرواية بالمعنى رخّص فيها من رخّص لما كان عليهم في ضبط الألفاظ من الجرح، وذلك غير موجود فيما اشتملت عليه الكتب، ولأنه إن ملك تغيير اللفظ فليس يملك تغيير تصنيف غيره"[37]

"یہ تمام بحث ان احادیث کے بارے میں ہے جنہیں کسی کتاب میں تصنیف نہ کیا گیا ہو۔ جو احادیث کتب حدیث میں درج ہو چکی ہیں انہیں معنوی انداز میں روایت کرنا اب درست نہیں ہے۔ ان احادیث کے الفاظ کو بھی ہم معنی الفاظ سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ روایت بالمعنی کا جواز اسی وجہ سے ہے کہ ایک راوی کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ لفظ بلفظ کسی حدیث کو یاد رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ مفہوم کو یاد رکھ کر اسے روایت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر حدیث لکھی جا چکی ہو تو پھر یہ مسئلہ باقی نہیں رہتا اس وجہ سے لکھی ہوئی حدیث کو بالمعنی روایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

طاہر جزائریؒ لکھتے ہیں:

"قال بعض علماء الحنابلة تجوز رواية الحديث بالمعنى المطابق للفظ للعارف بمقتضيات الألفاظ الفارق بينها"[38]

"بعض علماء حنابلہ روایۃ الحدیث بالمعنی کے جواز کے قائل ہیں جب لفظ کے مطابق ہو۔ الفاظ کے مقتضیات پر پورا اترتا ہو۔"

ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"فَإِنْ خَفِيَ المَعْنَى احْتِيجَ إِلَى شَرْحِ الغَرِيبِ وَبَيَانِ المُشْكِلِ"[39]

"جب معنی مخفی ہو تو غریب شرح اور مشکل بیان کی محتاج ہوتی ہے۔"

"الأكثرون إلى جواز ذلك إذا كان الراوي عارفا بدقائق الألفاظ بصيرا بمقدار التفاوت بينها خبيرا بما يحيل معانيها فإذا أبدل اللفظ الذي بلغه بلفظ آخر يقوم مقامه بحيث يكون معناه مطابقا لمعنى اللفظ الذي بلغه جاز ذلك"[40]

"اکثر علماء جواز کے قائل ہے جب راوی الفاظ کے دقائق کا ماہر ہو ان دونوں معانی کے احتمال سے خبر ہو جب ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ قائم مقام ہو سکتا ہو تو جب معنی مطابق رکھتا ہو یہ طریقہ اولی سے جائز ہیں۔"

فتح المغیث میں لکھا گیا ہے:

"قال زين الدين وقد ورد في المسألة حديث مرفوع رواه ابن منده في معرفة الصحابة من حديث عبد الله بن سليمان بن أكتمة الليثي قال قلت: يا رسول الله إني أسمع منك الحديث لا أستطيع أن أؤديه كما أسمع من ك يزيد منك حرفا أو ينقص حرفا قال إذا لم تحلوا حراما ولا تحرموا حلالا وأصبتم بالمعنى

فلا بأس "[41]

"حدیث مرفوع کے مسئلے میں زین الدین لکھتے ہیں ابن مندہ معرفہ الصحابہ میں عبداللہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ جب میں آپ سے کوئی حدیث سنتا ہو تو نے جس طرح سنا ہو اس طرح یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ایک حرف کی جگہ دوسرا زیادہ کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتے۔ اور بالمعنی روایت کرتے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔"

"قال جمهور السلف والخلف من الطوائف المذكورة يجوز فى الجميع اذا جزم بأنه أدى المعنى وهذا هو الصواب الذى تقتضيه أحوال الصحابة فمن بعدهم رضى الله عنهم فى روايتهم القضية الواحدة بألفاظ مختلفة "[42]

"ان طبقوں کے جمہور سلف وخلاف کہتے ہیں کہ جب معنی میں یقین ہو تو جائز ہیں۔ یہ صحابہ کرام کے احوال سے ثابت ہیں کہ ایک ہی فیصلے میں وارد روایت کو مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے۔"

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں:

" يجوز بشرط أن يكون الشيخ المحدث ضابطا متحفظا مميزا بين الالفاظ"[43]

"کہ شیخ محدث ہو، ضابط ہو متحافظ ہو اور الفاظ میں تمیز کر سکتا ہو تو جائز ہے۔"

"اذا قدم بعض المتن على بعض اختلفوا فى جوازه على جواز الرواية بالمعنى فان جوزناها جاز والا فلا وينبغى أن يقطع بجوازه ان لم يكن المقدم مرتبطا بالمؤخر"[44]

"پہلے بعض متن سے روایۃ المعنی کے جواز میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اگر اس کو جائز کہے تو بھی صحیح اگر ناجائز کہے پھر بھی صحیح۔ لیکن جب مقدم مؤخر کے ساتھ مرتب نہ ہو تو جائز کہنا مناسب ہوگا۔"

سنن ابو داؤد میں وارد ہے:

"ولا يضرك روايتك الحديث إن غيرت بعض الألفاظ فإن رواية الحديث بالمعنى جائز"[45]

"آپ کو روایت حدیث کوئی ضرر نہیں دیتا اگرچہ بعض الفاظ متغیر کیوں نہ ہو کیونکہ روایۃ بالمعنی جائز ہیں۔"

سنن ابو داؤد میں دوسری جگہ وارد ہیں:

"فيه جواز رواية الحديث بالمعنى ونقصان الألفاظ وزيادتها مع رعاية المعنى والمقصد منه"[46]

"معنی کی رعایت رکھتے ہوئے اگر الفاظ میں کمی بیشی آجائے تو روایۃ بالمعنی جائز ہے۔"

مرقات المصابیح میں وارد ہیں:

"القعود والجلوس مترادفان واستعمال القعود مع القيام والجلوس مع الإضطجاع مناسبة لفظية"[47]

"قعود اور جلوس دو مترادف الفاظ ہیں قعود قیام کے ساتھ اور جلوس اضطجاع کے ساتھ لفظی مناسبت ہے۔"

جواز کے شرائط:

جواز کے قائلین روایت بالمعنی کے لئے بہت سے شرائط عائد کرتے ہیں مثلاً راوی الفاظ، معانی اور مقاصد کا صحیح عالم ہو اور تغیر اور تبدیلی سے معانی پر ظاہر ہونے والے اثرات سے خوب واقف ہو۔ تصنیف شدہ کتب میں روایت بالمعنی ناجائز ہے الفاظ کو بدلنا بھی جائز نہیں اگرچہ ہم معنی کیوں نہ ہو روایت بالمعنی کے بعد ضروری ہے کہ راوی کہے کہ: أو كا قال، نحوه يا شبهه۔

جیسے ڈاکٹر طحانؒ لکھتے ہیں:

"أن يكون الراوي عالماً بالألفاظ ومقاصدها.أن يكون خبيراً بما يُحيل معانيها.هذا كله في غير المصنَّفات،أما الكتب المصنَّفة فلا يجوز رواية شيء منها بالمعني ، وتغيير الألفاظ التي فيها,وإن كان بمعناها لأن جواز الرواية بالمعنى كان للضرورة إذا غابت عن الراوي كلمةمن الكلمات،أما بعد تثبيت الأحاديث في الكتب فليس هناك ضرورة لرواية ما فيها بالمعني.هذا وينبغي للراوي بالمعنى أن يقول بعد روايته الحديث " أو كما قال " أو "أو نحوه " أو " أو شبهه "[48]

"راوی الفاظ اور ان معانی ومقاصد کا صحیح طور پر عالم ہو۔ الفاظ کے تغیر اور تبدیلی سے معانی پر ظاہر ہونے والے اثرات سے بخوبی واقف ہو۔ یہ شرائط زبانی روایت سے متعلق ہیں۔ تصنیف شدہ کتب میں روایت بالمعنی جائز نہیں ہے۔ اور نہ الفاظ کو بدلنا جائز ہے اگرچہ وہ ہم معنی ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ بالمعنی روایت کی اجازت ایک ضرورت کے تحت ہے کہ راوی اپنے حفظ سے روایت کر رہو اور کوئی ایک آدھ کلمہ یاد نہ رہا ہو۔ تو اسے بالمعنی ادا کرے۔ آج جبکہ احادیث کی کتب مطبوعہ شکل میں موجود ہیں روایت بالمعنی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ روایت بالمعنی کے بعد ضروری ہے کہ راوی یہ کہے: أو كما قال، نحوه يا شبهه۔"

قرطبیؒ بھی روایت بالمعنی کے لئے پانچ شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"1- أن يكون الراوي عالمًا بمدلولات الألفاظ ومقاصدها، وعالمًا بالفرق بين المحتمل والظاهر والأظهر والعام والأعم.2- أن يكون اللفظ الثاني مفيدًا لما يفيده الأول من غير زيادة ولا نقصان.3- أن تكون الترجمة مساوية للأصل في الجلاء والخفاء؛ لأن الخطاب تارة يقع بالمحكم؛ وتارة بالمتشابه، لحكم وأسرار استأثر الله بعلمها؛ فلا يجوز تغييرها عن وضعها.4- أن لا يكون في حديث متعبد بتلاوته.5- أن لا يكون من جوامع كلمه صلى الله عليه وسلم"[49]

"الفاظ کے مقاصد ومعانی کا عالم ہو محتمل اور ظاہر واظہر اور عام اور اعم کے درمیان فرق جانتا ہو۔ زیادتی اور نقصان کے بغیر فائدے کے لحاظ سے دوسرا لفظ پہلے لفظ کا برابر ہو۔ جلاء اور خفاء میں ترجمہ اصل لفظ کے مساوی ہو۔ کیونکہ خطاب بعض دفعہ محکم اور کبھی متشابہ واقع ہوتا ہے۔ اس کی وضع سے اس میں تغیر جائز نہیں اور حدیث کے الفاظ عبادت کا نہ ہو۔ جوامع الکلم نہ ہو۔"

عثیمینؒ روایت بالمعنی کے لئے تین شرائط ذکر کرتے ہیں:

"1-أن تكون من عارف بمعناه: من حيث اللغة، ومن حيث مراد المروي عنه2-أن تدعو الضرورة إليها، بأن يكون الراوي ناسياً للفظ الحديث حافظاً لمعناه. فإن كان ذاكراً للفظه لم يجز تغييره، إلا أن تدعو الحاجة إلى إفهام المخاطب بلغته3- أن لا يكون اللفظ متعبداً به: كألفاظ الأذكار ونحوها."[50]

"مروی عنہ کے مراد اور لغت کے لحاظ سے معانی جانتا ہو۔ اس کی ضرورت ہو یعنی حدیث کا لفظ بھول گیا ہو اور معنی یاد ہو۔ اگر لفظ یاد ہو تو جائز نہیں یا مخاطب کو لغت کے سمجھانے کی ضرورت ہو۔ لفظ متعبد نہ ہو جیسے ذکر کے الفاظ۔"

نتائج البحث:

1. روایت بالمعنیٰ کی حیثیت پر فقہاء کرام، محدثین کے مختلف اقوال نقل ہوئے ہیں جن میں بعض جواز ، بعض

عدم جواز اور بعض مشروط جواز کے قائل ہیں۔

2. صحابہ کرام اور تابعین میں اکثر روایت باللفظ کے قائل ہیں لیکن چند شرائط کے ساتھ روایت بالمعنی کی بھی اجازت دیتے ہیں۔
3. روایت بالمعنی دلائل کے ساتھ ثابت ہے اور قابل حجت بھی ہے۔
4. بعض علماء کا روایت بالمعنی کو قابل حجت تسلیم نہ کرنا بالکل بے معنی ہے۔
5. روایت بالمعنی کا اصول درست ہے کیونکہ عملاً یہ بہت ہی مشکل کام ہے کہ کسی بات کو جن الفاظ میں سنا جائے، اسے انہی الفاظ میں کسی اور کے سامنے بیان کیا جائے۔ بات کے مفہوم کو اگر سننے والا اچھی طرح سمجھ لے تو اسے اپنے الفاظ میں آگے بیان کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ بلفظ روایت کی جانے والی احادیث کی تعداد بہت کم ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات

[1] ملا علی القاری، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہل الاثر، مکان النشر لبنان، بیروت، ص:۴۹۷

Mullā 'Alī Al Qārī, Sharḥ Nukhbah al Fikr Fī Musṭalaḥāt Ahlil Athar, (Labnān: Beirūt), P:497.

[2] عبداللہ الجدیع، تحریر علوم الحدیث، دار الکتاب العربی، بیروت، ج:۱، ص:۱۷۸

'Abdullah Al Jadī', Taḥrīr 'Ulūm al Ḥadith, (Beirūt: Dār al Kitāb al 'Arabī), 1: 178.

[3] عبد الکریم بن عبداللہ الخضیر، تحقیق الرغبہ فی توضیح النخبہ، دار طوق النجاۃ، ص:۱۱۵

'Abdul Karīm bin 'Abduulah al Khaḍīr, Taḥqīq al Raghbah Fī Tawḍīḥ al Nukhbah, (Dār Ṭūq al Najāt), P:115.

[4] الخطیب البغدادی، احمد بن علی، الکفایہ فی علم الروایہ، المکتبۃ العلمیہ - المدینۃ المنورہ، ص:۱۹۸

Al Khaṭīb al Baghdādī, Aḥmad bin 'Alī, Al Kifāyah Fī 'ilm al Riwāyah, (Al Madīnah Al Munawwarah: Al Maktabah al 'ilmiyyah), P:198.

[5] القرطبیؒ، یوسف بن عبداللہ، جامع بیان العلم وفضلہ، مؤسسۃ الریان - دار ابن حزم، ج:۱، ص:۱۶۵

Al Qurtabī, Yūsuf bin 'Abduulah, Jāmi' Bayān al 'Ilam wa Faḍlih, (Mo'assasah al Rayyān – Dār ibn Ḥazam), 1: 165.

[6] تحریر علوم الحدیث لعبداللہ الجدیع، ج:۱، ص:۱۸۰

'Abdullah Al Jadī', Taḥrīr 'Ulūm al Ḥadith, 1: 180.

[7] ایضاً

Ibid.

[8] ابو داود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، دار الکتاب العربی، بیروت، حدیث: ۵۰۴۸

Abū Dāwūd, Sulimān bin Ash'ath, Sunan Abī Dāwūd, (Beirūt:Dār al Kitāb al 'Arabī), Ḥadīth No: 5048.

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، حدیث: ۴۴۰۶

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Dār Ṭūq al Najāt), Ḥadīth No: 4406.

[10] مسلم، صحیح مسلم، ج: ۴، ص: ۲۲۹۸

Ṣaḥīḥ Muslim, 4: 2298.

[11] الدکتور زیاد محمود رشید العانی، جرح الرواۃ و تعدیلہم، جامعہ بغداد- کلیۃ العلوم الاسلامیہ، ج: ۴، ص: ۷

Dr: Ziyād Maḥmūd Rashīd al 'Aānī, Jarḥ al Ruwāt wa Ta'dīlhim, (Jāmi'ah Baghdād), 4: 7.

[12] الرامہرمزی، ابو محمد الحسن بن عبد الرحمٰن، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، دار الکتب العلمیہ، بیروت- لبنان، ص: ۱۷۲

Al Rāmahurmazī, Abū Muḥmmad Al Ḥassan bin 'Abd al Raḥmān, Al Muḥaddith al Fāṣil Bayn al Rāwī wal wā'ī, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), P:172.

[13] طاہر الجزائری الدمشقی، توجیہ النظر الی اصول الاثر، ج: ۲، ص: ۶۷۱

Tāhir al Jazā'irī al Dimishqī, Tawjīh al Naẓar 'ilā 'uṣūl al Athar, 2: 671.

[14] در: ابراہیم بن عبداللہ بن عبد الرحمٰن، شرح اختصار علوم الحدیث، ص: ۳۲۲

Dr: Ibrāhīm bin 'Abdullah bin 'Abd al Raḥmān, Sharḥ Ikhtiṣār 'Ulūm al Ḥadīth, P; 322.

[15] الصنعانی، محمد بن اسماعیل، توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار، دار الکتب العلمیہ، بیروت- لبنان، ج: ۲، ص: ۲۲۳

Al Ṣan'ānī, Muḥmmad bin Ismā'īl, Tawḍīḥ 'Ali afkār li Ma'ānī Tanqīḥ al Anẓār, (Beirūt: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), 2: 223.

[16] عبد الرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی، کتاب الانوار الکاشفہ، عالم الکتب، بیروت، ص: ۹۲

'Abd al Raḥmān bin Yḥyā al Mu'allamī al Yamānī, Kitāb al Anwār al Kāshifah, (Beirūt: 'Alam al Kutub), P: 92.

[17] السخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، شرح الالفیہ، دار الکتاب العربی- بیروت، ج: ۲، ص: ۵

Al Sakhāwī, Muḥmmad bin 'Abd al Raḥmān, Sharḥ al Alfiyah,(Beirūt: Dār al Kitāb al 'Arabī), 2: 5.

[18] تحریر علوم الحدیث لعبداللہ الجدیع، ج: ۱، ص: ۱۷۸

'Abdullah Al Jadī', Taḥrīr 'Ulūm al Ḥadith, 1: 178.

[19] ایضًا

Ibid.

[20] جامع بیان العلم وفضلہ، ج:۱، ص:۱۶۵

Jāmi ʾBayān al ʾIlam wa Faḍlih, 1: 165.

[21] الترمذی، محمد بن عیسی، العلل الصغیر للترمذی، دار احیاء التراث العربی—بیروت، ج:۵، ص:۷۴۶

Al Tirmidhi, Muḥammd bin Esā, Al ʾIlal al Ṣaghīr lil Tirmidhī, (Beirūt: Dar Iḥyā ʿal Turāth al Arabī), 5: 746.

[22] ابن الاثیر، ابو السعادات المبارک بن محمد، جامع الاصول فی احادیث، مکتبۃ دار البیان، ج:۱، ص:۱۰۱

Ibn al Athīr, Abū al Sa'ādāt al Mubarak bin Muḥmmad, Jāmi' al 'Uṣūl Fī Aḥādīth, (Maktabah Dār al Bayān), 1: 101.

[23] الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، مکتبۃ العلوم والحکم—الموصل، ج:۷، ص:۱۰۰

Al Tibrānī, Sulimān bin Aḥmad, Al M'uhjim al Kabīr, (Al Mūṣil: Maktabah al 'Ulūm wal Ḥikam), 7: 100.

[24] النسائی، زہیر بن حرب ابو خیثمہ، العلم، المکتب الاسلامی—بیروت، ص:۳۲

Al Nisā'ī, Zuhayr bin Ḥarb Abū Khuthaymah, Al 'Ilam, (Beirūt: Al Maktab al Islāmī), P: 32.

[25] تحریر علوم الحدیث لعبد اللہ الجدیع، ج:۱، ص:۱۷۸

'Abdullah Al Jadī', Taḥrīr 'Ulūm al Ḥadith, 1: 178.

[26] توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار، ج:۲، ص:۲۲۳

Tawḍīḥ 'Ali afkār li Ma'ānī Tanqīḥ al Anẓār, 2: 223.

[27] تحقیق الرغبہ فی توضیح النخبہ، ص:۱۱۵

Taḥqīq al Raghbah Fī Tawḍīḥ al Nukhbah, P:115

[28] منظومۃ مصباح الراوی فی علم الحدیث، دار العلم للطباعہ والنشر، ص:۱۵۲

Manẓūmah Miṣbāḥ al Rāwī Fī 'Ilm al Ḥadīth, (Dār al 'Ilam lil Ṭabā'ah ,wal Nashr), P: 152.

[29] سنن ابی داود، حدیث: ۳۶۶۲

Sunan Abī Dāwūd, Ḥadīth No: 3662.

[30] الشہرزوری، عثمان بن عبد الرحمٰن، علوم الحدیث، مکتبۃ الفارابی، ص:۱۲۰

Al Shahrzūrī, 'Uthmān bin 'Abd al Raḥmān, 'Ulūm al Ḥadīth, (Maktabah al Fārābī), P: 120.

[31] الزہری، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر—بیروت، ج:۳، ص:۱۵۷

Al Zuhrī, Muḥmmad bin Sa'ad, Al Ṭabqāt al Kubrā, (Beirut: Dār Ṣādir), 3: 157.

[32] انظر الروایات عن الصحابہ وغیرہم فی کتاب الکفایہ، ص:۲۰۵، ۲۰۶

Al Kifāyah, P: 205,206.

33 در: نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث، دار الفکر دمشق-سوریہ، ص:۲۲۹

Dr: Nūr al Dīn, Manhaj al Naqd Fī Ulūm al Ḥadīth, (Dimishq: Dār al Fikr), P: 229.

34 السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، تدریب الراوی، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ—الریاض، ج:۲، ص:۱۰۱

Al Sayūtī, 'Abd al Raḥmān bin Abī Bakar, (Al Riyāḍ: Maktabah al Riyāḍ al Ḥadīthah), 2: 101.

35 ایضاً

Ibid.

36 ایضاً، ج:۲، ص:۱۰۲

Ibid, 2: 102.

37 تحقیق الرغبہ فی توضیح النخبہ، ص:۱۱۵

Taḥqīq al Raghbah Fī Tawḍīḥ al Nukhbah, P:115.

38 توجیہ النظر الی اصول الاثر، ج:۲، ص:۶۷۸

Tawjīh al Naẓar 'ilā 'uṣūl al Athar, 2: 678.

39 تحقیق الرغبہ فی توضیح النخبہ، ص:۱۱۶

Taḥqīq al Raghbah Fī Tawḍīḥ al Nukhbah, P: 116.

40 توجیہ النظر الی اصول الاثر، ج:۲، ص:۶۷۱

Tawjīh al Naẓar 'ilā 'uṣūl al Athar, 2: 671.

41 السخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن، فتح المغیث، دار الکتب العلمیہ-لبنان، ج:۳، ص:۱۴۵

Al Sakhāwī, Muḥmmad bin 'Abd al Raḥmān, Fatḥ al Mughīth, (Labnān: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), 3: 145.

42 النووی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج:۱، ص:۳۶

Al Nawawī, Abū Zakariyyā Yaḥyā bin Sharaf, Al Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim bin al Ḥajjāj, 1: 36.

43 ایضاً۔

Ibid.

44 ایضاً، ج:۱، ص:۳۷

Ibid, 1: 37.

45 ابو الطیب، محمد شمس الحق، عون المعبود شرح سنن ابی داود، دار الکتب العلمیہ—بیروت، ج:۵، ص:۱۲۶

Abū al Ṭayyab,Muḥmmad Shamsul Ḥaq, 'Awn al Ma'būd Sharḥ Sunan Abī Dāwūd, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), 5: 126.

[46] ایضاً، ج:۱۰، ص:۳۶۱

Ibid, 10: 361.

[47] ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج:۱، ص:۴۵۱

Mullā 'Alī Al Qārī, Mirqāt al Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al Maṣābīḥ, 1: 451.

[48] الدکتور محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ص:۹۴

Dr: Maḥmūd al Ṭaḥān, Taysīr Muṣṭalaḥ al Ḥadīth, (Maktabah al Ma'ārif lil Nashr wal Tawzī'), P: 94.

[49] جامع بیان العلم وفضلہ، ج:۱، ص:۱۶۶

Jāmi' Bayān al 'Ilam wa Faḍlih, 1: 166.

[50] العثیمین، محمد بن صالح، مصطلح الحدیث، ص:۱۵

Al 'Uthaymīyn, Muḥmmad bin Ṣāliḥ, Muṣṭalaḥ al Ḥadīth, P:15